Urdu Research Journal
International refereed journal for Urdu
ISSN: 2348-3687, Vol. 3, Issue: 10th
Available on: www.urdulinks.com/urj

تحقیق وتنقید

Topic: Sahir Ludhiyanvi ki shayeri... by Pushpendr Kumar, India

ساحر لدھیانوی کی شاعری "تلخیاں" کی روشنی میں

پشپیندر کمار نم
ریسرچ اسکالر، شعبہ اردو دہلی یونی ورسٹی، دہلی

ساحر لدھیانوی کا اصلی نام عبد الحئی ہے۔ وہ ۸، مارچ ۱۹۲۱ء کو لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ اسی لیے لدھیانوی کہلائے۔ جب کہ ساحرؔ ان کا تخلص ہے۔ ساحر لدھیانوی ایک بڑے متمول گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد چودھری فضل محمد کا شمار شہر کے معروف اور معزز لوگوں میں ہوتا تھا۔ انہوں نے اولاد نرینہ کی خواہش میں یکے بعد دیگرے گیارہ شادیاں کیں۔ ساحرؔ کی والدہ سرور بیگم سے ان کی شادی خفیہ تھی۔ اخفا کی وجہ یہ تھی کہ ساحرؔ کی والدہ کو وہ خاندانی لحاظ سے اپنے ہم پلہ نہیں سمجھتے تھے اور اسے اپنے سماج ورتبے سے کم تر خیال کرتے تھے کہ ان کے علی الاعلان رشتہ ازدواج قائم کر لیں۔ ساحرؔ کی پیدائش کے بعد ساحرؔ کی والدہ نے اپنے اور بیٹے کے حقوق کے لیے جدو جہد کرنی شروع کردی۔ باآلآخر جب ان کی فریاد کی سنوائی کہیں نہ ہوئی تو وہ اپنی فریاد لے کر عدالت کے دروازے پر جا پہنچیں۔ بہر کیف ساحرؔ کے والدین کی مقدمہ بازی تقسیم ملک تک جاری رہی۔ ساحرؔ اس دوران اپنے والد کی شفقت سے محروم تنہا والدہ کی سرپرستی میں رہے۔ انہوں نے مالوہ خالصہ اسکول سے انٹرنس پاس کیا اور پھر گورنمنٹ کالج لدھیانہ میں داخلہ لیا۔ اس سے پہلے ان کی سیاسی گرمیوں کا آغاز ہو چکا تھا۔ ساحرؔ کے والد انگریزی حکومت کے وفادار تھے۔ لیکن انگریزی حکومت ساحرؔ ساحر کی آنکھوں میں کھٹکتی تھی۔ اسی وجہ سے وہ انٹر کے بعد اپنی تعلیم جاری نہ رکھ سکے اور لدھیانہ سے لاہور منتقل ہوگئے۔ فرقہ وارانہ فسادات میں ساحرؔ کی والدہ جنہوں نے انہیں بڑے لاڑ پیار سے پالا تھا کہیں گم ہو گئیں۔ ساحرؔ کے لیے یہ حادثہ بہت الم ناک تھا۔ بہر حال تلاش بسیار کے بعد مل گئیں۔ ساحرؔ ترقی پسند تحریک سے وابستہ تھے۔ اس طرح ان کے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی کہ وہ پاکستان کے ماحول میں ایڈ جسٹ نہیں ہو سکیں گے۔ اسی وجہ سے وہ راتوں رات ہندوستان واپس آگئے اور اپنی عمر کے آخر تک ہندوستان میں ہی رہے۔ ۲۵، اکتوبر ۱۹۸۰ء کو ۵۹ سال کی عمر میں اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں بہت سے عروج و زوال دیکھے تھے۔ ان کی شاعری انہی جذبات کی عکاس ہے۔ اپنے شعری اثاثے میں انہوں نے "تلخیاں"، "پرچھائیاں"، "آؤ کہ کوئی خواب بنیں" اور گیتوں کا مجموعہ "گاتا جائے بنجارہ" جیسی شاعری چھوڑی ہے۔ ان کے پہلے مجموعہ کلام "تلخیاں" (۱۹۴۴ء) کی اشاعت سے پہلے ہی، ان کی شاعری نوجوان دلوں کی دھڑکن بن چکی تھی۔ ساحرؔ اپنی نظم تاج محل میں اپنے محبوب سے ان الفاظ میں اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔

تاج تیرے لیے اک مظہر الفت ہی سہی
تجھ کو اس وادیٔ رنگیں سے عقیدت ہی سہی
میرے محبوب! کہیں اور ملا کر مجھ سے
بزم شاہی میں غریبوں کا گزر کیا معنی؟
ثبت جس راہ پر ہوں سطوط شاہی کے نشاں
اس پر الفت بھری روحوں کا سفر کیا معنی؟

’’تلخیاں‘‘ میں ۱۳۱ غزلیں ہیں جن میں ۹ مکمل غزلیں ہیں اور ۴ عنوان کے تحت ہیں ’’آ ؤکہ کوئی خواب بنیں‘ میں غزل نما ۱۳ نظمیں ہیں جنھیں کسی نہ کسی عنوان سے موسوم کر دیا گیا ہے۔ ان کا سانچہ اگرچہ غزل کا سا ہے لیکن عنوانات کی مہر لگ جانے کے سبب انہیں نظم میں شمار کرنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔’’گاتا جائے بنجا رہ‘‘ میں بھی محقق کی نظر غزلوں کو تلاش کر لیتی ہیں۔ لیکن یہ ان کی فلمی شاعری میں شمار کی جاتی ہیں۔ اس لیے ان کا ذکر شاعر کی نغمہ نگاری کے تحت کیا جاتا ہے۔ نغمہ نگاری کے تحت شمار کی جانے والی ساحر کی غزلوں کے رموز و نکات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے تلخیاں کی تعداد سے دیکھا جائے تو ساحرؔ کی غزلیں خال خال ہی نظر آئیں گی۔ مگر تینوں مجموعوں کی تعداد پر غور کیا جائے تو اتنی غزلیں تو بہر حال ہو ہی جاتی ہیں کہ ان کی غزلوں کے فن و شعور پر غور کیا جاسکے۔ ساحرؔ کے یہاں غزل اپنے تمام لوازم کے ساتھ غزل ہی رہتی ہے جس میں کلاسیکیت، رومانیت، تجربات و مشاہدات کی آمیزش، سیاسی و سماجی کشمکش اور ترک الفت کو پیش کیا گیا ہے۔ ان کی غزلوں کی تازگی، نغمگی، تغزل و تاثر آفرینی نے مجموعی طور پر تازگی اور نیا پن پیدا کیا ہے۔ ساحرؔ کی غزلیں موضوعات کے تنوع کے لحاظ سے محدود ہو کر بھی اشعار کی تازگی، سادگی، سنجیدگی و پرکاری کو برقرار رکھتی ہے۔ ساحرؔ کی شاعری کی ابتدا تو ان کی ذات سے ہوئی لیکن جلد ہی کائنات تک پہنچ گئی۔ ان کی سیاسی و انقلابی نظموں کے ساتھ ان کے تحقیقی شعور میں بھی پختگی آتی گئی اور اسلوب و آہنگ نکھرتا و سنورتا گیا۔ اس کے علاوہ ساحرؔ کے اسلوب کی ایک صفت نغمگی اور تغزل بھی ہے۔ نغمگی، موسیقیت اور تغزل کے امتزاج نے ان کی نظموں، غزلوں اور نغموں میں وہ تاثر کی شدت پیدا کر دی ہے کہ قاری و سامع اس میں کھو کر رہ جاتا ہے۔ بالخصوص غزل تو تغزل کے بغیر حسن بے نمک ہی ہوگی۔ چنانچہ ساحرؔ نے اگر ایک طرف غزل کو زندگی کی صدائے وقت سے دوچار کرایا تو دوسری طرف ایک نئے انداز کا تغزل بھی پیش کیا ہے۔

ہمیں سے رنگ گلستاں ہمیں سے رنگ بہار
ہمیں کو نظم گلستاں پہ اختیار نہیں

نفس کے لوچ میں دم ہی نہیں کچھ اور بھی ہے
حیات ساغر و سم ہی نہیں کچھ اور بھی ہے

جو لفظ مئے کشی ہے نگاروں میں آئے گا
یا باشعور بادہ گساروں میں آئے گا

میں سمجھتا ہوں تقدس کو تمدن کا فریب
تم رسومات کو ایمان بناتی کیوں ہو

تم میں ہمت ہے تو دنیا سے بغاوت کر دو
ورنہ ماں باپ جہاں کہتے ہیں شادی کر لو (یکسوئی)

تو دل تاب نشاط بزم عشرت لا نہیں سکتا
میں چاہوں بھی تو خواب اور ترانے گا نہیں سکتا (میرے گیت)

مختصر طور پر یہی کہا جاسکتا ہے کہ ساحرؔ ان چند شعرا میں سے ہی ایک ایسے منفرد اور ترقی پسند شاعر ہیں جو دنیائے فانی تک مشہور و معروف رہے گا۔

☆☆☆

ضروری اعلان

اردو ریسرچ جرنل کی پرنٹ کاپی قارئین کے مسلسل اسرار پر امیزون پر بھی ڈال دی گئی ہے۔ فی الحال اردو ریسرچ جرنل کے کچھ پرانے شماروں کی محدود کاپیاں ہی امیزون پر دستیاب ہیں۔

جن احباب کو چاہیے وہ امیزون پر حاصل کر سکتے ہیں۔

تلاش کرنے کے لیے امیزون کی ویب سائٹ یا ایپ پر جا کر اردو ریسرچ جرنل ٹا کریں۔

قیمت:120روپے ڈاک خرچ کے ساتھ

http://www.amazon.in/s/ref=nb_sb_noss?url=search-alias%3Daps&field-keywords=urdu+research+journal